ایک عظیم سلسلہ بشارتوں کا اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو ملا اور وہ خدا اپنے وعدہ کا سچا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۵؍ستمبر ۱۹۶۷ء بمقام۔راولپنڈی)

(غیر مطبوعہ)

(غیر مطبوعہ)

☆ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو اسلام کی اشاعت اور دوسرے ادیان پر غلبہ کیلئے پیدا کیا ہے۔

☆ جب اللہ تعالیٰ مجھ پر احسان کرتا ہے تو میرزا ناصر احمد کے علاوہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کے احسان ہوتا ہے میری کوئی ذاتی حیثیت نہیں۔

☆ کروڑوں آدمیوں تک چند ہفتوں کے اندر اسلام کا پیغام پہنچایا گیا۔

☆ ہم ''دلوں کو فتح کر کے'' ان ملکوں میں اسلام کو غالب کریں گے۔

☆ ساری دنیا کے ایٹم اور ہائیڈروجن بم مل کر بھی ایک دل کو نہیں بدل سکتے۔

☆ آپ کو اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا کا استاد، امیر بنایا ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس جماعت کو دنیا میں اسلام کی اشاعت اور دوسرے ادیان پر اسلام کے غلبہ کے لئے پیدا کیا ہے اور بے شمار، ان گنت اس کے احسان ہمیشہ اس جماعت پر رہے ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں اور دعا بھی کرتے ہیں کہ جب تک یہ مقصد ہمیں حاصل نہ ہو جائے کہ تمام دنیا اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کر لے اور اپنے محسن اعظم محمد رسول اللہ ﷺ کو پہچاننے لگے، اس کی رحمت اور اس کا فضل اور اس کی برکت ہمیشہ ہی ہمارے شامل حال رہے۔

بعض موقعوں پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے زیادہ سامان پیدا کر دیتا ہے اور اپنے احسان معمول سے زیادہ ہم پہ کر رہا ہوتا ہے۔ میرا یورپ کا سفر کچھ اس قسم کا تھا ایک چھوٹے سے عرصہ میں (چھ ہفتہ میں) اللہ تعالیٰ نے جماعت کو جس قدر فضلوں اور رحمتوں سے نوازا ہے اور جس قدر احسان اس نے ہم پر کئے ہیں، ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور دل اس کی حمد سے معمور اور جسم اور روح اس کے حضور شکر کے سجدوں میں لگے ہوئے ہیں۔

آج میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے دل میں بھی اس احساس میں شدت پیدا کروں اور ان کو ابھاروں کہ اللہ تعالیٰ نے بڑے عظیم احسان ہم پہ کئے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ عظیم احسان اپنے بندوں پر کرتا ہے تو بہت سی ذمہ داریاں بھی ان پر عائد کرتا ہے پس اس عظیم احسان کو بھی پہچانو اور ان عظیم ذمہ داریوں کو بھی نبھانے کی کوشش کرو۔

احسان جیسا کہ میں نے بتایا ہے گنے نہیں جا سکتے۔ لیکن بعض مثالیں اس کے احسانوں کی میں اس وقت دوستوں کے سامنے رکھتا ہوں۔ جب یہ انتظام ہو رہا تھا کہ میں سفر پہ جاؤں مختلف یورپین ممالک کی جماعتوں کی یہ خواہش تھی کہ میں اس سفر کو اختیار کروں، تحریک جدید والے کہتے تھے کہ کوپن ہیگن کی مسجد کا

خود جا کے افتتاح کریں لیکن دل میں ابھی پورا انشراح پیدا نہیں ہوا تھا، کیونکہ خدا کا ایک بندہ خدا کی منشاء کے بغیر اور اس کے اذن کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا، تب میں نے خود بھی دعائیں کیں اور جماعت کے دوستوں کو بھی اس طرف متوجہ کیا کہ وہ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر یہ اہم سفر بابرکت ہو تبھی یہ سفر اختیار کیا جائے اگر یہ مقدر نہ ہو تو روک پیدا ہو جائے۔

ان دعاؤں کے بعد اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم نشان میں نے دیکھا اس کے نور کا حسین ترین جلوہ مجھے دکھایا گیا، جس کی تفصیل میں ربوہ والے خطبہ میں بیان کر چکا ہوں اور کسی وقت الفضل کے ذریعہ آپ تک پہنچ جائے گی۔ اس لئے اس کی تفصیل میں میں اس وقت جانا نہیں چاہتا اور مجھے یہ تسلی دی گئی تھی کہ بے شک تم ایک عاجز انسان ہو، ایک کم مایہ وجود ہو لیکن خدا تمہارے ساتھ ہے اور رہے گا اور جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ہو جائے تو کسی اور چیز کی، کسی اور وجود کی، کسی اور منبع اور سرچشمہ کی اسے ضرورت نہیں رہتی۔ اسی حسین نظارہ میں جس کی تفصیل انشاء اللہ آپ پڑھ لیں گے میں نے ایک یہ نظارہ بھی دیکھا تھا کہ ایک عجیب نور جو مختلف رنگوں سے بنا ہوا ہے وہ ایک دیوار سے پھوٹ پھوٹ کے باہر نکل رہا ہے اور بہت موٹے حروف میں جو قریباً کم وبیش (پہلے خطبہ میں جو اندازہ کیا تھا وہ میں غلط کر گیا تھا) نظر کا اندازہ یہ ہے کہ اتنا پھیلاؤ تھا جتنا ربوہ میں قصر خلافت کا ہے۔ وہاں اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ کے حروف اُبھرے ہیں اور اس کے پیچھے سے نُور چِھن چِھن کے باہر آ رہا ہے اس دن جب میں نے نظارہ دیکھا تو میری طبیعت میں بشاشت پیدا ہوئی اور میں نے فیصلہ کیا کہ اس سفر پہ میں ضرور جاؤں گا۔ اس زمانہ میں سندھ کے ایک احمدی دوست کو یہ کشف ہوا، لکھتے ہیں کہ میں نے بیداری کی حالت میں دیکھا کہ ایک بزرگ سفید کپڑوں میں ملبوس آئے ہیں اور عربی زبان میں مجھ سے گفتگو شروع کر دی ہے اور پوچھتے ہیں کہ تمہیں علم ہے کہ خلیفۃ المسیح یورپ کے سفر پر جا رہے ہیں۔ میں نے انہیں کہا کہ ہاں مجھے علم ہے اس پر وہ بزرگ کہنے لگے کہ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے اجازت لے لی ہے اس سفر پر جانے کی؟۔

تب وہ کہتے ہیں کہ میرے سامنے یہ نظارہ آیا کہ مسجد مبارک میں (غالباً انہوں نے لکھا ہے کہ قادیان کی مسجد مبارک میں) آپ آئے ہیں اور محراب کے قریب آپ کھڑے ہو گئے ہیں، میں آپ کے پاس پہنچا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ کیا آپ نے اللہ تعالیٰ سے اس سفر پر جانے کی اجازت لے لی ہے

آپ نے جواب دیا کہ ہاں! میں نے اپنے اللہ سے اجازت لی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت دی ہے اور بڑی بشارت اور نہایت اعلیٰ کامیابی کا وعدہ فرمایا ہے۔

وہ لکھتے ہیں کہ پھر میں واپس گیا اور اس بزرگ سے جو عربی میں باتیں کر رہے تھے مزید باتیں کرتا رہا اور یہ سارا نظارہ بیداری کے عالم میں میں نے دیکھا۔

تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے اور اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ پر کہ وہ خود مدد کرے گا اور اس رنگ میں مدد کرے گا کہ کسی اور کی حاجت محسوس نہ ہوگی۔ میں نے اس سفر کو اختیار کیا تھا اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سفر کے دوران بڑے بڑے عظیم احسان مجھ پر اور آپ پر کئے ہیں پہلا سلسلہ احسانوں کا تو وہ بشارتیں ہیں جو بیسیوں کی تعداد میں جماعت کو ملیں، بڑوں نے بھی، چھوٹوں نے بھی، مردوں نے بھی اور عورتوں نے بھی اللہ تعالیٰ سے بشارتیں پائیں۔ ان بشارتوں کا تعلق صرف میری ذات سے نہیں، ان بشارتوں کا تعلق صرف آپ میں سے بعض کی ذات سے نہیں بلکہ ان بشارتوں کا تعلق ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ ہے جو جماعت احمدیہ کی طرف منسوب ہونے والے ہیں تو یہ بشارتیں اللہ تعالیٰ کے احسان ہیں جو جماعت پر بڑی کثرت سے ان دنوں میں ہوئے۔ وہاں بھی ہوئے، یہاں بھی ہوئے، افریقہ اور دوسرے ملکوں کے رہنے والوں نے بھی مجھے اپنے رؤیا اور کشوف لکھے۔ شروع میں ہی ایک دوست نے لکھا کہ میں نے یہ خواب دیکھی ہے کہ ایک فتنہ سا ہے بیرونی بھی اور اندرونی بھی اور اندرونی فتنہ جوان کو خواب میں دکھایا گیا تھا یہ تھا کہ بعض لوگ آپ پر یعنی مجھ خاکسار پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ رؤیا اور کشوف بہت سنانے لگ گیا ہے۔

جب انہوں نے اپنی یہ خواب لکھی تو میں نے اس سے دو نتیجے اخذ کئے اور میرے ذہن میں اس کی دو تعبیریں آئیں، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ بہت بشارتیں دے گا اور دوسرا یہ کہ مجھے اس کا اظہار کر دینا چاہئے، کیونکہ جب تک یہ دونوں چیزیں نہ ہوتیں۔ معترض اعتراض نہیں کر سکتا۔ اگر بشارتیں ہی نہ ہوتیں تو ان کو بتائے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اعتراض کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اگر بشارتیں ہوں اور خاموشی اختیار کی جائے تو کوئی شخص اعتراض نہیں کر سکتا، نہ کسی کے علم میں بات آئے گی اور نہ وہ اعتراض کرے گا۔

تو یہ دو باتیں میری سمجھ میں آئیں اور اسی وجہ سے میں نے اپنی عام عادت کے خلاف واپسی پر

بہت سے کشوف اور رؤیا، اپنے بھی اور اپنے بھائیوں اور بہنوں کے بھی مختلف خطبوں اور تقاریر میں بیان کر دیئے اور یہ کہہ کر بیان کئے کہ ان کو ہم تحدیث نعمت کے طور پر بیان کرتے ہیں اور ان حاسد معترضین کو بھی موقع دیتے ہیں کہ وہ اپنی معترض طبیعت کو بہلا لیں اس میں ہمارا تو کوئی حرج نہیں۔

تو ایک عظیم سلسلہ بشارتوں کا اس زمانہ میں جماعت احمدیہ کو ملا اور خدا جو اپنے وعدہ کا سچا ہے، جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ اس نے اپنے وعدہ کو پورا کیا اور اس قسم کے سامان پیدا کر دیئے کہ کسی اور کی مدد اور نصرت کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی اور آسمان سے (ایسا معلوم ہوتا تھا) فرشتوں کا نزول ہو رہا ہے اور اس علاقہ اور فضا کو اپنے تصرف میں لے لیتا ہے جہاں ہم سفر کر رہے ہوتے ہیں ایک موقعہ پر (ہے تو یہ چھوٹی سی بات لیکن لطف بڑا دیتی ہے۔) ہمیں سفر کے انتظامات کے سلسلہ میں کچھ فکر تھی اس کے لئے ہم انتظام کر رہے تھے اور ناکام ہو رہے تھے، یہاں تک کہ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب جیسے مشہور انسان جن کی لوگ بات سنتے ہیں، انہوں نے کوشش کی اور ان سے انکار کر دیا گیا کہ ہم یہ انتظام نہیں کریں گے، تب اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ تمہارے تو سارے انتظام ناکام ہو جائیں گے لیکن میں انتظام کر دوں گا۔ چنانچہ جن باتوں سے ہمیں ڈرایا گیا تھا ان سے اُلٹ ہم نے وہاں دیکھا پتہ نہیں کیا ہوا۔ ہمیں اسباب کا علم نہیں ہوا لیکن ہر وہ چیز جو ہم چاہتے تھے کہ ہو جائے۔ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے انتظام کر دیا تھا اس کے بعد حالانکہ (جیسا کہ میں نے بتایا ہے)۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب سے انکار کر دیا گیا، کہہ دیا گیا تھا کہ ہم انتظام نہیں کر سکتے۔

یہ تو ایک چھوٹی سی ظاہری مثال ہے جس سے ظاہر بین آنکھ بھی اندازہ لگا سکتی ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ہمیں دراصل اپنے احسانوں کے نیچے دبا دینا چاہتا تھا وہ ہمیں ایک نئی قوم بنانا چاہتا تھا تا کہ ہم اپنی نئی ذمہ داریوں کو نبھانے کے قابل ہوسکیں۔

تو پہلا سلسلہ احسانوں کا، بشارتوں کا سلسلہ ہے جو بڑی کثرت سے جماعت پر کئے گئے اور ہم الفاظ میں اس کا شکر بجا نہیں لا سکتے (جو شکر کرنے کے طریق ہیں میں ان کے متعلق بعد میں کچھ کہوں گا) دوسرا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا یوں شروع ہوا کہ آج کل بعض وجوہات کی بناء پر تمام یورپ کے ممالک میں اسلام کے خلاف تعصب اپنی انتہاء کو پہنچا ہوا تھا وہ مسلمان کی شکل تک دیکھنا برداشت نہیں کرتے اور کئی بیچارے مسلمانوں پر ان ملکوں میں جہاں یہ بات بظاہر ناممکن نظر آتی ہے چھرے سے حملے بھی ہوئے

تعصب اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ ہمارے بہت سے مبلّغین نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ بہتر یہ ہے کہ پریس کانفرنس نہ بلائی جائے کیونکہ پتہ نہیں کس قسم کے تمسخر اور استہزا کے ساتھ وہ سوال کریں گے اور کیا اپنے اخباروں میں لکھ دیں گے کیونکہ اس وقت اس قسم کا تعصب ہے کہ وہ ہر قسم کا جھوٹ اسلام کے خلاف بولنے کے لئے تیار ہیں۔ ان میں سے ہمارے ایک مبلّغ بہت ہی زیادہ گھبرائے ہوئے تھے مجھے انہیں کہنا پڑا کہ تم فکر نہ کرو مجھ سے سوال ہوں گے میں نے جواب دینے ہیں تم خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہو انتظار کرو، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا ان لوگوں کے دماغوں پر کہ جو لوگ کانفرنس میں آتے تھے انہوں نے اس قسم کا کوئی سوال ہی نہیں کیا جن سے یہ لوگ ڈرتے تھے پھر طریق اتنا ادب اور احترام کا کہ جیسے کوئی احمدی مجھ سے بات کر رہا ہو میں نے صرف ایک شخص کی آنکھوں پر شوخی دیکھی ساری کانفرنسز میں جو ان ملکوں میں بلائی گئیں اگر ان کے وقت کو جمع کیا جائے، تو مجموعہ قریباً آٹھ گھنٹے بنتا ہے آٹھ گھنٹے کے قریب مختلف ملکوں میں پریس کانفرنسز ہوئیں اور صرف ایک مقام پر ایک شخص کی آنکھوں میں شوخی تھی زبان ادب اور احترام لئے ہوئے تھی بڑے پیار سے اس نے وہ فقرہ کہا مگر اس کی آنکھوں سے مجھے نظر آ رہا تھا کہ شرارت اور شوخی ہے اس نے مجھے پوچھا کہ ہمارے ملک میں آپ نے اب تک کتنے مسلمان بنائے ہیں اور چونکہ تعداد ہماری وہاں اس وقت تک کم ہے اس کی آنکھوں میں یہ شوخی تھی کہ بڑے سال سے تم کام کر رہے ہو اور بڑے تھوڑے احمدی ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی وقت جواب سمجھایا میں نے اسے کہا کہ تمہارے نزدیک مسیح علیہ السلام نے اس دنیا میں جتنی زندگی گزاری (اور اس مسئلہ میں ہمارا تمہارا اختلاف ہے لیکن میں اس اختلاف میں پڑنا نہیں چاہتا) بہرحال جتنا تم سمجھتے ہو کہ اتنے برس وہ یہاں رہے اپنی ساری زندگی میں انہوں نے جتنے عیسائی بنائے تھے تمہارے ملک میں اس سے زیادہ احمدی ہیں۔ میں نے تو اس وقت دراصل اس کی آنکھ کی شوخی کا جواب دیا تھا، ہے تو یہ حقیقت مگر ایسے رنگ میں دیا تھا کہ اس کو سمجھ آ گئی کہ یہاں شوخی چلے گی نہیں اور وہ خاموش ہو گیا پھر اس نے سوال کرنے چھوڑ دیئے چالیس پینتالیس منٹ کے بعد میں نے اسے کہا تم مجھ میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے تمہارا جہاں تک تعلق ہے میں تم میں دلچسپی رکھتا ہوں اور سوال کرو میرے کہنے پر اس نے ایک دو اور سوال کئے پھر بعد میں ایک گھنٹہ ہمارے دوستوں سے گفتگو کی کتابیں خرید کے لے گیا اور کہا کہ مجھے بڑی دلچسپی پیدا ہوئی ہے میں ان کا مطالعہ کرنا چاہتا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ایسا تصرف کیا ان لوگوں پر جو نمائندہ بن کے آئے تھے کہ وہ سارے خطرات جو ہمارے مبلغوں کے دلوں میں تھے ہوا میں اڑ گئے اور ہر شخص نے نہایت ادب اور احترام کے ساتھ اور دوستانہ رنگ میں وہ سوال کئے اور میں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ایسے جواب ان کو دیئے کہ ان کی تسلی ہو گئی یہاں تک تصرف الٰہی تھا کہ مثلاً ٹیلیویژن میں چھوٹا سا پروگرام ہوتا ہے، ہمارے اس پروگرام میں بھی وہ خود جو چیز سمجھتے تھے کہ اثر انداز ہونے والی ہے اس کا وہ انتخاب کرتے تھے (باتیں کرنے کے بعد) حالانکہ چاہئے تو ان کو یہ تھا کہ وہ ایسی باتوں کا انتخاب کرتے جو ان کے نزدیک T.V دیکھنے والوں پر اثر انداز نہ ہوسکتیں اس کی تفصیل میں T.V کے ذکر میں بیان کروں گا۔ انشاء اللہ

پریس: جو وہاں بڑا آزاد پریس ہے وہ بادشاہوں کی بھی پرواہ نہیں کرتا، لکھ دیتے ہیں جو دل میں آئے تعصب کا یہ عالم کہ ہمارے مبلّغ ڈر رہے ہیں کہ پتہ نہیں کیا ہوگا پریس کانفرنس ہی نہ بلائی جائے وہ آتے ہیں سوال کرتے ہیں ایک آدھ دفعہ تقریباً ہر جگہ سیاست کے متعلق وہ ضرور سوال کرتے میں ان کو آرام سے کہہ دیتا تھا کہ میں تو سیاسی آدمی نہیں ہوں میں مذہبی آدمی ہوں مجھ سے مذہب کے متعلق جو چاہو سوال کرو پھر ہماری مذہبی گفتگو ہوتی رہتی تھی جو باتیں میں کہہ رہا تھا وہ ان کے عقیدہ کے خلاف اور جو ان کی کمزور اور ظلمت کی زندگی گزارنے والی عقلیں ہیں وہ ان عقلوں کے خلاف اور جو بات میں کہتا تھا باوجود اس کے کہ ان کے عقاید یا ان کی سمجھ کے خلاف ہوتی تھی وہ اخبار میں شائع کر دیتے ایسا تصرف الٰہی تھا۔

سوئٹزرلینڈ میں ہمارے باجوہ صاحب (مشتاق احمد) نے بتایا کہ ایک اخبار ہے وہ تعلیم یافتہ لوگوں کا اخبار سمجھا جاتا ہے، اشاعت کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے، لیکن تمام تعلیم یافتہ لوگ اس کو لیتے ہیں مزدور اس کو نہیں پڑھتے بڑے پایہ کا اخبار ہے اور بڑا متعصب، ہمیشہ اسلام کے خلاف لکھتا ہے جب میں تردیدی خط لکھوں تو انکار کر دیتا ہے ایک لفظ نہیں لکھتا نہ تردید میں اور نہ اسلام کے حق میں تو پتہ نہیں اس کا نمائندہ آئے یا نہ آئے، اگر آئے تو پتہ نہیں وہ کچھ لکھتا بھی ہے، یا نہیں پھر اس کا جو نمائندہ آیا اللہ تعالیٰ نے اس کے دل پر تصرف کیا اور اس نے خاص دلچسپی لی پہلے سے ہی اس کے دل میں ڈالا گیا تھا کہ تم نے اس میں دلچسپی لینی ہے۔ چنانچہ وہ اکیلا نہیں آیا بلکہ اپنی سٹینو کو ساتھ لے کے آیا یوں تو مجھے پتہ نہیں چلا لیکن بعد میں جو تصویریں آئی ہیں ان سے پتہ چلا کہ وہ سٹینو جو تصویر میں آ گئی ہے وہ ساتھ ساتھ شارٹ ہینڈ میں

بڑی تیزی سے لکھتی رہی ہے۔ گفتگو کے وقت وہ نمائندہ ہی میرے سامنے تھا اور میری ساری توجہ اس کی طرف تھی اور اس کے سوالوں کی طرف تھی جو وہ پہلے تیار کر کے لایا تھا۔ چنانچہ جب کانفرنس ختم ہوگئی تو بعد میں وہ میرے پاس آ گیا اور باتیں کرتا رہا اس وقت بھی وہ سٹینو اس کے ساتھ تھی اور نوٹ لے رہی تھی آخر میں اس نے سوال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟؟ میں نے کہا میں اپنے الفاظ میں تمہیں نہیں بتلاتا۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کے الفاظ میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ آپ نے کیا دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کیوں مبعوث کیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ

''اِس لئے اُس نے اپنے اِس مسیح کو بھیجا تا وہ دلائل کے حربہ سے اُس صلیب کو توڑے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بدن کو توڑا تھا اور زخمی کیا تھا''۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۴۳، ۱۴۴)

وہ یہ جواب سن کر کھڑے کھڑے گویا اچھلنے لگ گیا، معلوم ہوا کہ اس پر اس جواب کا اتنا اثر ہوا ہے کہ وہ برداشت نہیں کرسکا اور کہنے لگا مجھے حوالہ دکھائیں۔

یہ ان لوگوں کی عادت ہے کہ اگر کسی اور کی طرف کوئی بات منسوب کی جائے تو اس کا حوالہ دکھانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ مجھے قطعاً علم نہ تھا کہ اس قسم کا کوئی سوال ہوگا اور میرے منہ سے یہ جواب دلوا دیا جائے گا، لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ پتہ تھا میں یہاں سے چند ایک حوالے جو میرے یہاں کام نہیں آئے تھے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ میں نے کہا تھا رکھ لو کبھی کام آجاتے ہیں ان میں یہ حوالہ اور اس کا انگریزی ترجمہ بھی تھا، یوں ہو گیا تھا جانے سے پہلے۔ لیکن میرے ذہن میں پختہ نہیں تھا کہ وہ ہے بھی یا نہیں؟؟؟ میں نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کو کہا مجھے یاد پڑتا ہے کہ ان حوالوں میں یہ حوالہ بھی ہے جا کے سارے حوالے لے آئیں۔ جب وہ لائے تو ان میں یہ حوالہ بھی موجود تھا، میں نے اسے دکھایا اس نے کہا کہ میں اسے نقل کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا ضرور نقل کرو اس نے وہ نقل کیا اور اگلے دن اس اخبار میں جو ایک لفظ نہیں لکھا کرتا تھا، پورا ایک کالم بلکہ اس سے بھی کچھ سطریں زیادہ اس کا مضمون شائع ہوا۔ جس میں ہماری باتیں جو اس سے ہوئیں وہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ حوالہ درج تھا۔

دوسرے جو نوٹ شائع ہوئے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ لیکن جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی نوٹ وہ شائع کر دیں تو میری طبیعت میں اس سے بہت بڑی خوشی اور بشاشت پیدا ہوتی تھی کیونکہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک مرسل کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے جو اثر آپ کے الفاظ میں ہے وہ کسی اور کے الفاظ میں نہیں ہوسکتا۔

تو جب اس نے وہ حوالہ نقل کر دیا میں بہت خوش ہوا اور یہاں بھی ہمارے بعض واقف اور دوسرے لوگ بھی ملے ہیں جب ان کو پتہ چلتا ہے کہ اس اخبار نے اتنا بڑا نوٹ دیا ہے تو وہ بڑے حیران ہوتے ہیں۔ زیورچ میں سارے اخباروں نے ہمارے متعلق نوٹ دیئے، کوئی ایک اخبار نہیں تھا جو پیچھے رہ گیا ہو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دوڑ لگی ہوئی ہے۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ میں دوسروں سے آگے نکلوں اور باتیں وہ بیان کروں جو وہاں کے مذہب کے، وہاں کے معاشرے کے اور وہاں کے اخلاق کے خلاف ہوں۔ ہر وہ آدمی جس کے ہاتھ میں کوئی اخبار جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام پہنچ گیا کہ میری طرف رجوع کرو اور میرے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں آؤ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔

میں نے زیورچ سے شروع کیا اور کوئی گھر ایسا نہیں جس میں کوئی اخبار پہنچتا ہو اور پھر اسے یہ پیغام نہ پہنچا ہو کیونکہ زیورچ کا کوئی اخبار ایسا نہیں جس نے ہمارا یہ پیغام شائع نہ کیا ہو۔

اسی طرح ہم ہمبرگ پہنچے وہاں اخبار چھپتے ہیں ایک ساری دنیا میں جاتا ہے تین وہاں کے مقامی ہیں جو اخبار ساری دنیا میں جاتا ہے وہ ٹائم لنڈن کے پایہ کا اخبار ہے اور ہمیں تو اس کی اتنی اہمیت کا پتہ نہیں تھا کراچی میں ہمارے ایک غیر احمدی عزیز ہیں وہ مجھے ملے وہاں کسی نے کہا تو ضرور ہوگا، لیکن حافظہ نے ایسے یاد نہیں رکھا اور کچھ ہیں بھی وہ متعصب، تو میں نے جب ان کے سامنے De` Welt کا نام لیا اور کہا کہ یہ سارے جرمنی میں پڑھا جاتا ہے تو کہنے لگے سارے جرمنی میں نہیں ساری دنیا میں پڑھا جاتا ہے اور بہت بڑا فوٹو اور نیچے اچھا لمبا نوٹ اس میں ہمارے متعلق شائع ہوا اور جو دوسرے اخبار تھے انہوں نے بھی نوٹ دیئے۔

پھر کوپن ہیگن میں گئے کوپن ہیگن میں (جو ہمارے بعد کی اطلاع ہے) تیس پینتیس اخبار اور بھی لکھ چکے ہیں۔ افتتاح کے متعلق بھی اور اس پیغام کے متعلق بھی جو ان کے نام میں نے دیا تھا اور اس کے متعلق نوٹ بھی۔ سویڈن کے ''ایمبیسڈر'' (Embassador) یہاں ہیں ان کو شوق پیدا ہوا کہ وہ مجھے ملیں، کہنے لگے کہ میں ان دنوں چھٹی پر تھا۔ (وہاں سویڈن میں) افتتاح ہمارا ہوا تھا ڈنمارک میں۔ کہنے لگے کہ میں نے وہاں تین آرٹیکل اخباروں میں پڑھے۔ پھر مجھے دلچسپی پیدا ہوئی اور میں نے پاکستان کے

''ایمبیسڈر'' سے فون کر کے کچھ اور معلومات حاصل کیں اور اب مجھ کو ملنے کا شوق تھا۔ میں نے جب ان کو ڈنمارک کے اخباروں کے کٹنگز (Cuttings) دکھائے۔ تو بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا کہ بڑی پبلسٹی ہوئی ہے اور ایک ویکلی ہے اور باتصویر ہے ہمیں علم تھا کہ ڈنمارک میں کوئی ایسا گھر نہیں جہاں وہ اخبار نہ پہنچتا ہو اس نے پورا ایک صفحہ ہماری تصاویر اور نوٹوں کے لئے دیا۔

انگلستان پہنچے۔ پہلے لنڈن کے اخبارات نے خاموشی اختیار کی ہم گلاسگو چلے گئے دو تین دن بڑی مصروفیت کے تھے۔ گلاسکو کے اخباروں نے انٹرویو لئے، پریس کانفرنس ہوئی، تو اخباروں نے لکھ دیا پھر راستے کے جو اخبار تھے، انہوں نے لکھا۔ پھر ان کو خیال آیا کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے ہمیں صبر کرنا چاہئے تھا ٹائم لنڈن جس پر یہاں بھی بعض لوگوں کے دل میں حسد پیدا ہوا ہے۔ م۔ش نے بھی ایک لایعنی نوٹ ''نوائے وقت'' میں شائع کروا دیا ہے اور وضاحت کو سننے کے لئے اب تیار نہیں خیر بہرحال یہ تو ضمنی بات ہوئی۔ دنیا کے دو چار اخبار ہوں گے جنہیں ساری دنیا توقیر کی نظر سے دیکھتی ہے، ان کی عزت اور احترام کرتی ہے ان کو وقعت دیتی ہے ان میں سے ایک اخبار ہے ''ٹائم لنڈن'' ہم ابھی واپس لنڈن نہیں پہنچے تھے کہ ہمارے پاس ان کا فون آیا کہ ہم آپ سے ایک خصوصی انٹرویو لینا چاہتے ہیں میں نے کہا بڑی اچھی بات ہے، میں لنڈن آ کے بتاؤں گا کہ کس دن اور کس وقت؟ ؟ چنانچہ ان کا نمائندہ آیا۔ اس کو میں نے خود ہی کہہ دیا کہ آج شام کو چائے ہمارے ساتھ پینا۔ گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹے تک باتیں کرتا رہا اور پھر اس نے ''ٹائم لنڈن'' میں بڑا اچھا نوٹ دیا اور بجائے اس کے کہ ساری اسلامی دنیا خوش ہوتی۔ ساری دنیا ویسے بڑی خوش ہوئی کہ یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اسلامی دنیا خوش نہیں ہوئی لیکن اسلامی دنیا میں م۔ش جیسے دو چار آدمی ایسے بھی ہیں جو خوش نہیں ہوتے اس سے اسلامی دنیا پر کوئی فرق نہیں پڑتا میں اتنی وضاحت کر دوں کہ بعض دفعہ ہمارے احمدی بھی کہہ دیتے ہیں اسراف کے رنگ میں کہ خوش نہیں ہوئے، یہ غلط بات ہے۔ میں آگے بتاؤں گا۔ خوش ہوئے اور ہوتے ہیں، لیکن اس قسم کے آدمی ہمیشہ رہے اور ہمیشہ رہیں گے ان کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اخباروں کے ذریعہ نازل ہوتا ہوا ہمیں نظر آیا، ہمارا اندازہ تھا کہ اگر لاکھوں روپیہ بھی ہم خرچ کرتے تو اس قسم کی تبلیغ اور اشاعت اسلام ہمارے لئے ممکن نہ ہوتی جتنی کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مفت میں ہوگئی۔

تیسرا فضل یا تیسرا سلسلہ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا یہ ہے اسے سمجھنے کی کوشش کریں آپ کے لئے

ہے تو مشکل اس کا سمجھنا کیونکہ یہ واردات مجھ پر گزری ہے کہ جس چیز کی ضرورت ہوتی تھی وہی مجھے وہ سمجھا دیتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ایسی عجیب شان میں نے دیکھی ہے کہ میں اندھیرے میں ہوتا تھا اور سوال کرنے والا روشنی میں ہوتا تھا اس نے اپنی ایک سکیم بنائی ہوئی ہوتی تھی کہ یہ یہ سوال کرنے ہیں اور میں اندھیرے میں ہوتے ہوئے بھی اس کو ایسا جواب دیتا تھا۔ کہ وہ حیران رہ جاتا تھا۔ اور جو اس کا مقصد ہوتا وہ ظاہر ہی نہ ہوتا تھا اس کا قصہ یوں ہے، ہے لمبا اگر آپ اکتائیں نہ میں بولتا جاتا ہوں ابھی کچھ زیادہ وقت نہیں ہوا۔

وہاں سے مطالبہ آیا کہ آپ لکھی ہوئی تقریریں کریں عام طور پر مجھے لکھی ہوئی تقریر پڑھنے کی عادت نہیں اور اس وجہ سے کچھ گھبراہٹ بھی ہوتی ہے لکھ کر پڑھنے سے زبانی بولنے سے اتنی گھبراہٹ نہیں ہوتی اور دعا کے بغیر تو نہ میں کبھی بولتا ہوں اور نہ اس پر یقین رکھتا ہوں کہ بغیر دعا کے بولا جائے لیکن بہرحال عادت ہوتی ہے وہ زور دے رہے تھے کہ لکھی ہوئی تقریر پڑھیں۔ جب بہت زور دیا تو میں نے کہا اچھا لکھنا شروع کرتے ہیں پہلے میں نے فرینکفرٹ میں تقریر کرنے کی نیت سے نوٹ لکھنا شروع کیا جب لکھ چکا اور اسے پڑھا تو مجھے پسند نہ آیا اسے ایک طرف رکھ دیا پھر میں نے ایک دوست کو کہا کہ میں ڈکٹیٹ کراتا ہوں تم لکھتے جاؤ جب میں ڈکٹیٹ کروا چکا اور انہوں نے پڑھا تو وہ بھی مجھے پسند نہ آیا اسے بھی میں نے ایک طرف رکھ دیا۔ اگلے دن صبح جب پھر میں لکھنے بیٹھا تو وہ میں نہیں تھا جو لکھ رہا تھا پیچھے سے مضمون آ رہے تھے اور میری قلم ان کو لکھتی جا رہی تھی۔ عملاً یہ ہوا کہ جب ایک فقرہ ختم ہوا تو اگلا جملہ خود قلم لکھ گئی تو ایک محبت اور علم کا چشمہ تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک نمونہ اس طرح ظاہر کیا۔ وہ پینتالیس منٹ کا مضمون بن گیا بڑا زور والا، بڑے مضبوط دلائل پر مشتمل اور بڑی وضاحت سے جھنجھوڑ کے انتباہ کرنے والا اور وارننگ دینے والا میں نے جب اندازہ لگوایا تو انہوں نے (منتظمین نے) کہا کہ یہ پندرہ بیس منٹ میں تو ختم نہیں ہوگا جو مطالبہ تھا ان ملکوں کا کہ آپ کا کوئی مضمون پندرہ بیس منٹ سے زیادہ کا نہ ہوا انہوں نے کہا کہ یہ تو پینتالیس منٹ کا ہے تو میں نے اپنی طبیعت کے مطابق کہا کہ جو مرضی ہے کاٹ دو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کو پندرہ بیس منٹ کے اندر لے آؤ۔ ہمارے دوست جو کام کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایک فقرہ بھی نہیں کٹے گا کیونکہ کوئی فقرہ ہمیں نظر نہیں آیا جو کٹنے کے قابل ہو تو میں نے کہا کہ پھر رہنے دو دیکھیں گے وہاں کیا ہوتا ہے۔

جب ہم فرینکفرٹ پہنچے تو تین ہمارے مبلّغ تھے ان کو میں نے ایک کمرے میں بٹھا لیا اور کہا کہ یہ مضمون پڑھو اور مجھے رائے دو کہ آیا تمہارے ملک کے حالات ایسے ہیں کہ میں یہ پڑھ دوں یہ سارا انہوں نے پڑھا، مشورہ کیا اور فیصلہ کیا کہ بالکل نہیں پڑھنا چاہئے۔ ہمارے ملک کے حالات ایسے ہیں کہ یہ یہاں نہ پڑھا جائے میں نے وہ بند کر دیا اور اپنی عادت کے مطابق پھر اکثر سوائے ایک آدھ جگہ کے جہاں نوٹ لئے زبان پہ جو آتا تھا وہ میں کہہ دیتا تھا۔ آدھ گھنٹہ کی پریس کانفرنس، ہر قسم کے انہوں نے سوال پیش کئے۔ پریس کانفرنس کے علاوہ ڈیڑھ گھنٹہ کا عیسائی سوسائٹیز کے نمائندوں کے ساتھ ایک انٹرویو تھا (کوپن ہیگن میں) وہ تین سوسائٹیوں کے نمائندے تھے اور بارہ افراد پر مشتمل تھے۔ جن میں سے اکثر پادری اور جو باقی تھے وہ سکالر تھے اور انہوں نے اس انٹرویو کو اتنی اہمیت دی کہ انہوں نے مجھ سے اس وقت، وقت لیا جب میں کوپن ہیگن آنے سے پہلے جرمنی میں پھر رہا تھا۔ پھر انہوں نے (جیسا کہ ان کے لیڈر نے مجھے بتایا کہ ہم نے) کئی دن میٹنگیں کی تھیں اور اب آپ کے پاس آنے سے پہلے تین گھنٹے سر جوڑا اور مشورہ کیا ہے اور ایک سوال نامہ تیار کیا ہے کاپی کھول کر کہنے لگا کہ یہ ہم نے سوال لکھے ہیں اس سے آپ سمجھ لیں کہ کتنی اہمیت انہوں دی کئی گھنٹے وہ یہ غور کرتے رہے تھے کہ ہم کیا سوال کریں کیا نہ کریں، کس مقصد کے پیش نظر ہم سوال کریں۔ مجھے تو کچھ پتہ نہیں تھا کہ انہوں نے کیا مشورے کئے اور وہ کیا حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ان کے ایک سوال سے پتہ لگا کہ ان کے سوالوں کا جو ایک سلسلہ تھا اس کا مقصد یہ تھا کہ میرے منہ سے یہ کہلوائیں کہ جماعت کا امام ہونے کی حیثیت سے میرا اور پوپ کا مقام ایک جیسا ہی ہے یا ملتا جلتا ہے کیونکہ ڈنمارک کے شہری ڈین جو ہیں وہ مذہب میں بھی ایک انسان کی قیادت کو پسند نہیں کرتے بلکہ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہاں لوتھرن چرچ ہے جو سٹیٹ چرچ ہے، سٹیٹ چرچ کا مطلب ہے کہ ہر آدمی جو پیدا ہوتا ہے تو وہ اس چرچ کا ممبر سمجھا جاتا ہے گو بعد میں وہ دہریہ ہو جو مرضی ہو۔ وہ کہتے ہیں تم ہمارے ملک میں پیدا ہو گئے تو لوتھرن چرچ کے ممبر ہو گئے اس چرچ کو گورن (Govern) ایک آدمی نہیں کرتا بلکہ مجلس کرتی ہے اور مجلس مُنْتَظِمَہْ کا نام انہوں نے رکھا ہوا ہے۔ کمیٹی آف ایکوال اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک انسان کی قیادت کے خلاف ان کے دلوں میں کس قدر زہر بھرا ہوا ہے اور انہوں نے بڑی ہشیاری سے سوالوں کا یہ سلسلہ بنایا کہ یہ جواب دیوے۔ اس کو تو کچھ پتہ نہیں کہ ہمارے دماغ میں کیا بات ہے۔ اگر کہیں یہ پکڑا جائے تو ہم کہیں

گے کہ ان کے نزدیک ان کا مقام پوپ جیسا ہی ہے اور پوپ سے قوم نفرت کرتی ہے اس لئے قوم احمدیت کی طرف متوجہ نہیں ہوگی بلکہ احمدیت سے نفرت کرنے لگ جائے گی۔ اسی طرح جس طرح وہ پوپ سے اور ایک فرد سے نفرت کرتی ہے ان کو سب کچھ پتا تھا مجھے تو کچھ پتہ نہیں تھا پہلا سوال انہوں نے اسی سلسلہ سے شروع کیا اور کہنے لگے کہ جماعت احمدیہ میں آپ کا مقام کیا ہے'' میں نے انہیں کہا کہ تمہارا سوال میرے نزدیک غلط ہے کیونکہ میرے نزدیک جماعت احمدیہ اور میں ایک ہی وجود ہیں اس واسطے یہ پوچھنا کہ جماعت میں آپ کا کیا مقام ہے یہ سوال درست نہیں۔ وہ بڑے گھبرائے کہ ہمیں یہ کیا جواب مل گیا ہے اور یہ جواب اسی وقت اللہ تعالیٰ نے سکھایا تھا جیسا کہ اس کی بڑی واضح ایک مثال ہے (اسی انٹرویو میں ایک واقعہ ہوا) آپ کو بتاؤں گا اللہ تعالیٰ کے احسان جتانے کے لئے۔ دوسرا سوال اس نے یہ کیا پھر کیا یہ درست نہیں ہے کہ جماعت پر فرض ہے کہ آپ کے سب احکام کی تعمیل کرے میں نے کہا ہرگز درست نہیں صرف ان احکام کی تعمیل ضروری ہے جو معروف ہیں یہ ہم عہد لیتے ہیں جو معروف حکم آپ دیں گے اس کی ہم اطاعت کریں گے تو ہر حکم کی اطاعت ضروری نہیں معروف حکم کی اطاعت ضروری ہے وہ پھر سٹ پٹایا کہ یہ کیا ہوگیا؟ اور پھر بے جوڑ سوال کر دیا اگلا جس نے ایکسپوز کیا ان کو یعنی ظاہر کر دیا کہ ان کے دل میں کیا تھا۔ کہنے لگا کہ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا مقام اور پوپ کا مقام ایک جیسا ہے۔ حالانکہ پہلے دو جوابوں کے نتیجہ میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا تھا میں نے کہا ہرگز نہیں۔ میں قرآن کریم کے احکام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کا پابند ہوں پوپ کے اوپر کوئی ایسی پابندی عائد نہیں ہوتی اس لئے بنیادی طور پر ہم دونوں کا مقام مختلف ہے پھر وہ سمجھے کہ یہ چال کامیاب نہیں ہوئی نہیں چلی پھر اور سوال تھے جو بڑے سوچے سمجھے اور فتنہ پیدا کرنے والے تھے۔ لیکن وہاں اللہ تعالیٰ جواب ایسا سکھا دیتا تھا کہ بعد میں پھر وہ دفاع پر آ گئے تھے بجائے اس کے کہ وہ حملہ آور ہوں جیسا کہ انہوں نے سوچا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت سمجھایا کہ ان سے ایک بات کرو وہ بات میں اس خطبہ میں بیان نہیں کرتا۔ میں نے ان کو کہا کہ تمہاری عیسائیت کی حالت قابل رحم ہو چکی ہے ہمیں تم پر رحم آتا ہے۔ تو حیران ہو کے اس نے میری طرف دیکھا جب میں نے اس کو بتایا کہ کیوں قابل رحم ہے تو ان لوگوں کا جو لیڈر تھا (ویسے وہ بڑا شریف آدمی تھا اور بڑی سلجھی ہوئی طبیعت کا) اس کا منہ سرخ ہو گیا اور ہونٹ پھڑ پھڑانے لگے، بات نہیں کر سکتا تھا۔ حتی کہ ایک لفظ اس کے منہ سے نہیں نکل رہا تھا میں نے کہا اس وجہ سے تمہاری حالت قابل رحم ہے۔

تو یہ سلسلہ ہے اللہ تعالیٰ کے احسان کا۔ میں وہاں مرزا ناصر احمد کی حیثیت سے تو نہیں گیا تھا، نہ کوئی میری ذاتی غرض تھی اس سفر کے اختیار کرنے کی۔ میں تو خدا تعالیٰ کے ایک ادنیٰ بندہ اور نبی اکرم ﷺ کے ایک عاجز اور کم مایہ خادم کی حیثیت سے وہاں گیا تھا، میں ان کی نمائندگی کر رہا تھا اور جب اللہ تعالیٰ مجھ پر احسان کر رہا تھا تو وہ میرزا ناصر احمد پہ نہیں تھا، میرزا ناصر احمد پر بھی اس کے بڑے احسان ہیں، وہ جماعت کے اوپر احسان تھے اور اللہ تعالیٰ آپ بتا رہا تھا کہ تم میدانِ عمل میں نکلو میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ تمہیں خوف کس چیز کا ہے، آگے بڑھو اور کام کرو اللہ تعالیٰ کی نصرت تمہارے شامل حال ہے۔

تو شروع سے لے کر آخر تک سوال کا مجھے پتہ نہیں ہوتا تھا، ادھر فوری جواب!!! یہاں تک کہ ’’بی بی سی‘‘ کا نمائندہ آیا اور انہوں نے تین ہفتے ’’آؤٹ لک‘‘ (OutLook) میں میرے انٹرویو کو نشر کیا۔ وہ ویکلی (Weekly) پروگرام ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ آتا ہے تو تین دفعہ تین ہفتوں میں اسے نشر کیا اس طرح انہوں نے اسے بڑی اہمیت دی جب وہ آیا (اور بغیر وقت مقرر کرنے کے آیا کہ آدمی ویسے ہی سوچ لیتا ہے کہ جو اس قسم کے سوال کرے گا، تو میں ذہنی طور پر تیار ہو جاؤں) میں نے اس کو بلا لیا۔ میں نے کہا کہ پہلے بات کر لو کہ کون سے سوال کرنے ہیں، براڈ کاسٹنگ کی ریل پر کون سے آئیں کون سے نہ آئیں۔ کہنے لگا نہیں جی، اسی طرح ٹھیک ہے میں سوال کرتا جاتا ہوں آپ جواب دیتے جائیں۔ ایک سیکنڈ کے لئے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی پھر میرے دل نے کہا کہ پہلے تم نے کون سا جواب دیا تھا کہ اب تم گھبرا رہے ہو جو پہلے جواب سکھاتا تھا اب بھی وہی سکھائے گا، کوئی گھبرانے کی بات نہیں۔ وہ سوال کرتا تھا اور میں اس کو جواب دیتا تھا مجھے اب یاد نہیں کہ میں نے اس کو کیا جواب دیئے تھے۔ بہرحال وہ ایسا اچھا پروگرام یقیناً بن گیا جو ایک ہفتہ نہیں، دو ہفتے نہیں، بلکہ تین ہفتے اس میں آیا۔ کیونکہ آخری دفعہ جو آیا ہے وہ ۲۳ تاریخ کو آیا ہے پہلی دفعہ دس (۱۰) کو ہوا تھا اور سیرالیون میں ہمارے ایک احمدی ٹیچر جو یہاں سے گئے ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اچانک میں نے (ریڈیو) لگایا تو اعلان ہو رہا تھا کہ آپ کا انٹرویو آ رہا ہے، ہم نے سنا اور بڑے خوش ہوئے اور ہماری آنکھوں کے سامنے یہ الہام آ گیا کہ ’’میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘۔

تو میں یہ بات کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا یہ سلسلہ تھا احسانوں کا، فضل کا اور رحمت کا کہ جس چیز کی

ضرورت ہوتی تھی وہ خود مہیا کر دیتا تھا، ورنہ جیسا کہ میں نے کہا ہے، میں نے بڑی دعائیں کیں مجھے بڑی گھبراہٹ تھی جب میں اپنے نفس کو دیکھتا تھا تو پریشان ہو جاتا تھا کہ میں کیسے اپنی ذمہ داری کو نبھا سکوں گا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر دیا تو نفس بیچ میں سے غائب ہو گیا صرف خدا اور اس کا وعدہ سامنے تھا، تو دلیری کے ساتھ ہم گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہر قدم پر ہر جگہ اپنے وعدہ کو پورا کیا۔

چوتھا سلسلہ اس کے فضل کا یہ ریڈیو ہے اور ریڈیو والے بھی بڑے متکبر ہوتے ہیں وہاں وہ آزاد ہیں یہ نہیں کہ حکومت کی پالیسی کے ساتھ چلیں، پالیسی ان کی اپنی ہوتی ہے۔ مجھے ایک دفعہ خیال آیا کہ میں ساری دنیا کے احمدی بھائیوں اور بہنوں کے کان تک اپنی آواز پہنچا دوں۔ کیونکہ محبت کا یہ تقاضا ہے وہ چاہتے ہیں کہ میری آواز بھی سنیں۔ تو میں نے سیلون کے وائس آف امریکہ کو لکھوایا جو ویزیلین (Vaseline) کے اشتہار بھی ریڈیو پر براڈ کاسٹ کرتا ہے بلکہ دو دو چار چار آنے کی چیزیں براڈ کاسٹ کرتا ہے میں نے ان کو تحریک جدید کے ذریعہ لکھوایا کہ ہم اتنا وقت لینا چاہتے ہیں اور جو تمہارے ریٹ ہیں ان کے مطابق تمہیں پیسے دیں گے۔ تو انہوں نے انکار کر دیا، کہا کہ ہم مذہبی پروگرام شائع نہیں کرتے اور مجھے بڑا صدمہ پہنچا کہ اس وقت میری یہ خواہش پوری نہیں ہوئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہاں ایسا انتظام کیا کہ ’’بی بی سی‘‘ کے ذریعہ ساری دنیا میں اور ’’بی بی سی‘‘ کے علاوہ بھی (کیونکہ کوپن ہیگن میں جو افتتاح کی ریل تیار کی گئی تھی وہاں ریڈیو والوں کے مدنظر یہ بھی تھا کہ وہ دنیا کے مختلف ریڈیو اسٹیشنوں سے سنائی جائے گی) چنانچہ آج انہوں نے اطلاع دی ہے کہ مراکو میں تین دفعہ وہ ریل براڈ کاسٹ ہوئی ہے اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے ملکوں میں بھی سنائی جائے گی۔ ادھر ہم پیسے خرچ کرنے کے لئے تیار تھے اور وہ ہمارے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار نہیں تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں تمہارا انتظام کروں گا تم اپنا کام کرو۔ تو پھر ہر ملک میں مثلاً فرینکفرٹ میں گئے وہاں ریڈیو پر آ گیا۔ زیورچ میں ریڈیو پر آ گیا۔ جرمنی میں آیا، ہالینڈ میں آیا کوپن ہیگن میں آ گیا۔ انگلستان میں آیا۔ تو جہاں جہاں یہ آواز پہنچتی تھی ریڈیو والوں نے ان کے کانوں تک پہنچا دی۔

پھر ٹیلی ویژن نئی نئی چیز نکلی ہے، نسبتاً ریڈیو سے کم ہے صرف ٹیلیویژن پر اندازہ ہے کہ ایک کروڑ اور دو کروڑ کے درمیان لوگوں نے وہ پروگرام دیکھا ہے۔ ویسے ٹیلیویژن کے پروگرام مختلف جگہ تھے، شام کو زیورچ میں تھا وہ تو ہم نے بھی دیکھا، پھر ہمبرگ میں بھی تھا، اس کے متعلق اخبار میں آ چکا ہے کہ

۶۰۔۷۰ لاکھ آدمیوں نے وہ ٹیلیویژن دیکھی۔ پھر کوپن ہیگن میں تھا، پھر کوپن ہیگن کی پہلی ٹیلیویژن کی ریل تمام جرمن ٹیلیویژن اسٹیشنوں نے براڈ کاسٹ کی اور دکھائی۔ پھر جس سے مجھے بے انتہاء خوشی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں، وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک فضل ہے کہ کوپن ہیگن میں افتتاح کی ٹیلیویژن کی تصویر سعودی عرب میں دو دفعہ دکھائی جا چکی ہے، اس اعلان کے ساتھ کہ سکنڈے نیویا میں مسلمانوں کی یہ پہلی مسجد ہے اور وہ اچھی خاصی تین چار منٹ کی ٹیلیویژن ہے، اس کو دو دفعہ دکھانے سے نتیجہ ہم یہ نکالتے ہیں کہ ان کو دلچسپی تھی تبھی تو دوسری دفعہ دکھائی گئی ورنہ کبھی ایسا پروگرام دوبارہ نہ دکھاتے جس پر کچھ اعتراض ہوا اور ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ اور بہت سے ملکوں میں بھی ٹیلیویژن کی یہ ریل دکھائی جائے گی تو اللہ کا کتنا بڑا فضل اور احسان ہے کہ اخبار کے ذریعہ اور براڈ کاسٹنگ کے ذریعہ، ٹیلیویژن کے ذریعہ کروڑوں آدمیوں کے کان تک یہ آواز پہنچ گئی کہ خدائے واحد پر ایمان لاؤ اور محمد رسول اللہ ﷺ کے ٹھنڈے سایہ تلے آ کر جمع ہو جاؤ ورنہ ہلاکت تمہارے سروں پر منڈلا رہی ہے اور اس عاجز بندہ کی شکل انہوں نے دیکھی اور اس کی زبان سے نکلتے ہوئے الفاظ انہوں نے سن لئے خدا تعالیٰ کے ایک نمائندہ کی حیثیت سے۔

تو کروڑوں آدمیوں تک چند ہفتوں کے اندر یہ پیغام پہنچا دینا یہ آسان کام نہیں ہے، الٰہی تصرف کے بغیر یہ ممکن ہی نہ تھا، مگر اللہ تعالیٰ نے تصرف کیا ان کے دلوں پر بھی، ان کی قلموں پر بھی اور ان کی فضا پر بھی اور وہ مجبور ہو جاتے تھے۔

وہ دشمن ہیں اور ان کی دشمنی بھی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے ٹیلیویژن کے لئے ان کو سوال تو ایسا منتخب کرنا چاہئے تھا کہ جو طبیعت پر اثر نہ کرے لیکن ہوتا اس سے الٹ ہے۔ پہلا ٹیلیویژن آیا زیورچ میں، یہ پہلا موقع تھا تین آدمیوں کے سامنے جن میں سے دو مرد تھے ایک عورت تھی۔ وہ عورت مجھے کہنے لگی کہ میں پہلے سوال و جواب کر لیتی ہوں تا کہ ہم انتخاب کر لیں کہ کون سے سوال جواب ہم ٹیلیویژن پر لائیں گے پروگرام چھوٹا ہے میں سوال زیادہ لکھ کے لائی ہوں تین منٹ کا پروگرام تھا میں نے کہا ٹھیک ہے اس نے جہاں اور سوال کئے ایک سوال یہ بھی کیا کہ آپ ہمارے ملک میں اسلام کو پھیلائیں گے کیسے؟؟؟ فوراً میں نے جواب دیا ”دلوں کو فتح کر کے“۔ اتنی خوش ہوئی وہ کہ کہنے لگی میں یہ فقرہ ضرور ٹیلیویژن پر لانا چاہتی ہوں میں یہ سوال کروں! میں نے کہا ٹھیک ہے۔ تم سوال کرنا میں جواب دوں گا۔ آگے لطیفہ یہ ہوا

کہ کوپن ہیگن کی پریس کانفرنس میں کسی نے پھر یہی سوال کیا، میں نے کہا زیورچ میں بھی یہ سوال کیا گیا تھا، جو جواب میں نے وہاں دیا، وہی جواب میں یہاں دیتا ہوں کہ دلوں کو فتح کر کے۔ اس کانفرنس میں ایک دو عورتیں بھی تھیں نمائندہ اور ایک بڑی باوقار عورت، وقار سے بیٹھی ہوئی جب میں نے کہا ’’دلوں کو فتح کر کے‘‘ تو اسی طرح وقار سے بیٹھے بیٹھے آرام سے کہنے لگی، آپ ان دلوں کو کریں گے کیا؟؟ ایک عورت کے منہ سے جب یہ فقرہ نکلا تو ایک سیکنڈ کے لئے میں بڑا پریشان ہوا لیکن اللہ تعالیٰ، حسب وعدہ کہ میں تیری مدد کروں گا میری مدد کو آیا۔ میں نے اسے کہا ’’پیدا کرنے والے کے قدموں پہ جا رکھیں گے‘‘ اس جواب سے تو سارے ہی صحافی جو تھے ان پر خاموشی طاری ہوگئی ایک آدھا منٹ کے بعد ان کو ہوش آئی۔ پھر انہوں نے آگے سوال کئے۔ ہر ایک پر اس کا اثر تھا مگر اس عورت پر تو اتنا اثر تھا کہ وہ پچاس میل دور سے آئی ہوئی تھی وہ وہاں ٹھہری رہی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں ہمیں پڑھتے دیکھا پھر دوستوں سے گفتگو کرتی رہی اور وعدہ کر کے گئی تھی کہ لکھوں گی اور اس نے اس کے متعلق لکھا بھی۔ وہ کسی ویکلی (ہفتہ وار) کی نمائندہ تھی۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ جو چیز ہمارے حق میں تھی اور ان کے خلاف، ان کے نزدیک طبائع پر اثر کرنے والی، اس کو وہ انتخاب کرتے تھے اخبار میں شائع کرنے کے لئے۔ ٹیلی ویژن میں دکھانے کے لئے اور ریڈیو پر بولنے کے لئے۔

تو یہ عظیم احسان اللہ تعالیٰ نے وہاں کئے جن کے کئی سلسلے میں گنا چکا ہوں، شائد پانچواں آئے گا ہاں ابھی ایک قصہ رہ گیا ہے کہ وہ مضمون جو اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق اور اس کے دیئے ہوئے علم کے ماتحت میں نے یہاں تیار کیا تھا اور یورپ میں کہا گیا تھا کہ نہ سنایا جائے۔ میں نے ان کی رائے کا احترام کرتے ہوئے وہاں نہیں سنایا تھا۔ لنڈن میں مجھے وہ مضمون سنانے کا موقع ملا پینتالیس منٹ AfterdinnerSpeech (رات کے کھانے کے بعد) جو انگریز کی عادت کے مطابق نہایت ہی ہلکی پھلکی تقریر ہونی چاہئے کوئی لطیفے یا اور لطائف کے اندر کوئی کام کی بات کر دی اور مختصر لیکن چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب سے میں نے مشورہ کیا میں نے کہا کہ یہ ایک موقع ہے جو پھر ہاتھ نہیں آئے گا اور اس مضمون کو میں پڑھنا ضرور چاہتا ہوں، یہ میری اپنی کوشش کا نتیجہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل سے تیار ہوا ہے، ان کو یہ مضمون میں نے رات کو دے دیا، اگلے دن انہوں نے کہا میں نے پڑھا ہے آپ اسے ضرور پڑھیں۔ خیر

وہ مضمون جب میں نے پڑھا ہے تو آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ سننے والوں پر وہ مضمون کیا اثر کر رہا تھا ہمارے ایک احمدی ہیں ان کی ساری عمر ولایت میں ہی گزری ہے پارک کارنر میں جہاں بہت ٹف آدمی تقریر کر سکتا ہے، لفنگے آدمی بھی وہاں جمع ہوتے ہیں اور تمسخر اور استہزاء اور اعتراض عجیب عجیب وہاں ہوتے رہتے ہیں۔ وہاں کھڑے ہو کے دلیری کے ساتھ تقریر کرنے والے ہیں کہنے لگے کہ آپ تقریر کر رہے تھے اور مجھے پسینہ آ رہا تھا اور کہنے لگے کہ ایک انگریز میرے پاس بیٹھا تھا شروع میں حیرت سے اس کا منہ کھلا اور پھر پینتالیس منٹ تک کھلا ہی رہا ایک فقرہ کے بعد دوسرا فقرہ اسی قسم کا آ جاتا تھا۔

اب وہ یہاں چھپ گیا ہے وہاں انگلستان والوں نے ایک دن میں رقم اکٹھی کر کے پچاس ہزار کا انتظام کر لیا تھا اس کی اشاعت کا۔ اور وہ پچاس ہزار وہاں شائع ہو چکا ہے میں نے انہیں کہا تھا کہ کچھ باہر کے لئے بھیج دیں سارے ہیڈ ماسٹرز کو، سارے M.P.s کو، بڑے بڑے بشپز کو اور بڑے بڑے کلارجی (Clergy) کو، سارے لارڈز کو اور اس طرح انہوں نے ساڑھے سات ہزار پتے منتخب کر کے ان پتوں پر وہ بھجوا دیئے ہیں۔ اور باقی وہ انتظام کر رہے ہیں۔

پھر اس کا جرمن میں ترجمہ ہو چکا ہے پہلے تو وہ راضی نہیں تھے اور پہلے اس وقت سارا تو اخباروں نے شائع نہیں کرنا تھا اب پورا مکمل شائع ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی شاید یہی حکمت ہو۔ جرمنی کے گھر گھر میں پہنچانے کا میں نے ان کو پروگرام بتایا ہے اسی طرح سوئیٹزر لینڈ، ہالینڈ سارے ملکوں میں ساری زبانوں میں ترجمہ ہو کے وہ وہاں تقسیم کیا جائے گا اور ایک دفعہ پوری طرح اتمام حجت کرنے والا بات یہ ہے کہ جس وقت میں یہاں سے گیا تو سوچ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے جب دنیا کی طرف مبعوث ہوتے ہیں تو ان کے دو کام ہوتے ہیں ایک بشیر کی حیثیت سے، ایک نذیر کی حیثیت سے، بہت سی انذاری پیشگوئیاں دی جاتی ہیں اور جماعت کا یہ فرض ہوتا ہے کہ علی الاعلان اور بغیر ڈرے دنیا میں وہ پھیلائیں اور تمام دنیا پر اتمام حجت کریں کہ اگر تم نے اپنی اصلاح نہ کی تو اللہ تعالیٰ کے یہ انذاری وعید ہیں تمہارے متعلق، تم تباہ ہو جاؤ گے۔ اور اگر تم ان سے بچنا چاہتے ہو تو توبہ کرو۔ فقرہ تو میں یہی بولتا تھا۔ رجوع Come back to your creator جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ اس کی طرف تم رجوع کرو اسلام ایک حسین ترین تعلیم اور محمد رسول اللہ ﷺ دنیا کے ایک محسن عظیم ہیں ان کو پہچانو اور اس تعلیم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالنے کی کوشش کرو تو یہ سب کچھ تقریر میں ساری تفصیل سے تو آنا نہ تھا۔ اگر میں وہاں

تقریر کردیتا انہوں نے اسے ترجمہ کرنا تھا کیونکہ وہ انگریزی زبان بولنے والے نہیں تھے۔(انگلستان کے اخباروں میں ابھی نہیں آیا)۔ تو اب ساری زبانوں میں انشاء اللہ ترجمہ ہوکے اللہ کا یہ پیغام گھر گھر پہنچ جائے گا اسی کی توفیق سے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا ہے، سارے دلوں کو اس طرف پھیر دیا۔

پانچواں سلسلہ احسانوں کا جماعت کی تربیت ہے میرے جانے کا ایک مقصد یہ بھی تھا۔

وہاں دو قسم کے احمدی ہیں ایک مقامی اور ایک اردو بولنے والے یہاں سے گئے ہوئے اور بعض ہندوستان سے آئے ہوئے ہیں۔ لیکن اکثریت پاکستانیوں کی ہے ان میں سے ننانوے فی صدی وہ ہیں جن کو کچھ علم نہیں تھا اس قیامت کا جو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت جماعت پر گزری کیونکہ وہ یہاں نہیں تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے جماعت کو سنبھالا اور ایک ہاتھ پر متحد کر دیا وہ ہاتھ بے زور اور کم طاقت کا تھا لیکن خدا نے کہا کہ جتنا بوجھ مرضی ہے پڑے، گھبرانا نہیں کیونکہ اس ہاتھ کے نیچے میرا ہاتھ ہے اور جو کہا اس وقت وہ کر دکھایا۔ میں چاہتا تھا کہ یہ لوگ مجھ سے ملیں باتیں سنیں اور بہت سی غلط فہمیاں یا غلط خیال جو عدم علم کی وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں وہ دور ہو جائیں اگر خدا چاہے تو پھر یہ کہ میں ان کو جانوں کہ وہ کس قسم کے احمدی ہیں، خصوصاً جوان ملکوں کے باشندے ہیں۔

تو جہاں تک ان لوگوں کو دیکھنے کا مجھے موقع ملا، میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا اتنا عظیم احسان ہے کہ صرف ایک احسان کا بھی ہم شکر ادا نہیں کر سکتے حالانکہ وہ بیشمار احسانوں میں سے ایک احسان ہے وہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی مخلص جماعتیں پیدا ہو چکی ہیں۔ جن کے ذہن ہی مسلمان اور احمدی نہیں بلکہ ان کے دل اور ان کی روح اور ان کے جسم کا ذرہ ذرہ احمدیت میں یوں رچ گیا ہے انگریزی میں کہتے ہیں سیچوریشن پوائنٹ (Saturation Point) اس پوائنٹ تک احمدیت ان کے اندر پہنچ چکی ہے گو روحانی دنیا میں سیچوریشن پوائنٹ (Saturation Point) کبھی نہیں آتا مطلب یہ ہے کہ اس وقت وہ اعلیٰ اور ارفع مقام پر ہیں جیسے اعلیٰ ترقیات کے دروازے ہر ایک کے لئے کھلے ہیں اس کے لئے کوئی انتہا نہیں اتنی عظیم محبت کرنے والے اپنے اللہ سے، نبی اکرم ﷺ سے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے، سلسلہ سے، خلیفۂ وقت سے کہ آدمی دیکھ کے حیران ہو جاتا ہے۔ اتنی دور بیٹھے ہوئے یہ لوگ ذاتی طور پر کوئی واقفیت نہیں رکھتے اور ان کے دل ہیں کہ ایک محبت کا سمندر ہے جو ان میں موجیں مار رہا ہے، کیا یہ الٰہی تصرف کے بغیر ممکن ہے؟؟ ہرگز نہیں!!! ایک آدمی کے دل میں آپ اپنا پیار اور محبت پیدا نہیں کر

سکتے۔ بعض دفعہ ایک شخص ایک آدمی کے دل میں بھی محبت اور پیار پیدا نہیں کر سکتا۔ کتنے خاندان ہیں کہ جو خاوند ہیں اپنی بیوی کے دل میں اپنا پیار پیدا نہیں کر سکتے اور اس طرح اپنی زندگی کو بگاڑ لیتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ نظارہ ہے کہ لاکھوں آدمی ہیں کہ ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت کے ساتھ امام وقت کی محبت بھی پیدا ہوگئی اور وہ ایک دل ہے جس میں پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پیار اور محبت کے کتنے سمندر سما دیئے ہیں۔ ہر ایک کے لئے ویسا ہی پیار وہاں پیدا کر دیا۔

یہ ایک عظیم معجزہ ہے اور ایسا عظیم احسان ہے کہ اس احسان کو دوسروں کے لئے پہچاننا بھی ممکن نہیں ہے۔ آج ہمیں یہ سمجھ آتی ہے کہ صحابہ نبی اکرم ﷺ کے دلوں میں وہ محبت کیسے پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے خود پیدا کر دی تھی (اور دوسرے اس کو سمجھ نہیں سکتے) ان کی فدائیت اور ایثار کے کارنامے جب ہم پڑھتے ہیں تو عقل کے نزدیک ان کی کوئی ایکسپلینیشن (Explanation) نہیں۔ عقل نہیں بتا سکتی کہ ایسا کیوں ہوا؟؟؟ جب کئی لاکھ کی فوج کے مقابلہ پر گنتی کے چند درجن، وہ جو آخری فتح ہوئی ہے قیصر کے خلاف۔ خالد بن الولید کی فوج، کسی نے پچیس ہزار کسی نے تیس ہزار، کسی نے چالیس ہزار، کسی نے بیس ہزار لکھی ہے۔ تاریخ دانوں میں اختلاف ہے میں اس اختلاف میں نہیں جاتا۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ فوج سے حملہ کروانے سے پہلے انہوں نے کچھ نوجوانوں کو اکٹھا کیا تھا جن میں عکرمہ بھی شامل تھے اور ان کو کہا تھا کہ ساری عمر تم اسلام کی مخالفت کرتے رہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ پہنچاتے رہے آج موقع ہے اپنے سارے دھبے جو ہیں وہ دھولو اور ان گنتی کے چند آدمیوں نے لاکھوں کی فوج پر حملہ کیا تھا اور دراصل ان لوگوں کے حملہ کی وجہ سے ہی ان لوگوں کے دلوں پر یہ رعب پیدا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے انہوں نے شکست کھائی اور جتنی مسلمان فوج تھی اس سے کہیں زیادہ مقتول اور لاشیں میدان میں چھوڑ کر وہاں سے بھاگے۔

تو محبت کے یہ عظیم کارنامے صفحہ تاریخ پر کیسے ابھرے، عقل اس کا جواب نہ دے سکتی تھی آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل ہم اپنے دلوں میں جو محبت محسوس کرتے ہیں اس نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ یہ معجزانہ عمل جو ہیں، وہ کس طرح اور کیوں ظہور پذیر ہوتے ہیں؟؟ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ خداوند کریم نے واضح الفاظ میں یہی کہا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو اس طرح کی محبت دلوں میں پیدا کر سکتی ہو۔

میں ان کو انتباہ تو بڑا سخت کرتا تھا ان کو یہی کہتا تھا کہ دیکھو کہ انسان نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنا لئے۔ ساری دنیا میں جتنے بھی ایٹم اور ہائیڈروجن بم ہیں وہ سارے مل کر بھی ایک دل کو بدل نہیں سکتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو مذہب دنیا میں بھیجا جاتا ہے وہ لاکھوں اور کروڑوں دلوں کو بدلتا چلا جاتا ہے۔ اس واسطے مذہب کے میدان میں لڑائی جھگڑے کا نہ کوئی فائدہ ہے نہ کوئی معقولیت ہے۔ امن اور صلح کی فضا میں ہم سے یہ فیصلہ کرو کہ عیسائیت سچی ہے یا اسلام سچا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مختلف دعوت ہائے فیصلہ دنیا کو دیئے ان میں سے تین میں نے اس سفر میں ان کے سامنے رکھے۔ دو ان پادریوں کو دیئے اور ان کو کہا کہ جہاں تم نے مجھے ملنے سے قبل دنوں مشورہ کیا۔ اب تم دن اور ہفتے لگاؤ اور سوچو اور کمیٹی آف ایکوال کو اس بات پر راضی کرو کہ ہمارے ساتھ ان طریقوں پر فیصلہ کرے کہ اسلام سچا ہے یا عیسائیت سچی ہے مجھے امید نہیں کہ وہ اس بات کو مانیں گے کیونکہ وہ اپنی کمزوریوں کو سمجھتے ہیں زبان سے تسلیم کریں یا نہ کریں۔ تو یہ ایک عظیم احسان مجھے نظر آیا کہ وہ چھپی ہوئی محبت یعنی جس کا بہت سا حصہ چھپا ہوا تھا۔ وہ میرے جانے سے ظاہر ہوا اور عجیب رنگ میں ظاہر ہوا۔ گو پہلے بھی میں نے ایک دو جگہ بتایا ہے کہ سکنڈے نیویا کے باشندے جو ہیں وہ پبلک میں لوگوں کے سامنے اپنے جذبات کے اظہار کو اتنا معیوب سمجھتے ہیں کہ موت کو اس سے بہتر سمجھتے ہیں۔ ہمارے ایک آنریری مبلّغ ہیں ہمارے امام صاحب کہتے ہیں کہ وہ ہمارے پاس تھے کہ ان کے والد کی وفات کی خبر آئی۔ تو انہوں نے امام صاحب کو بھی نہیں بتایا۔ چہرہ پر بھی کوئی آثار ظاہر نہیں ہوئے تھے کہ والد فوت ہو گیا ہے۔ لیکن اب ان کا یہ حال تھا کہ دن میں دو تین مرتبہ ان کی آنکھیں پُرنم ہو جاتیں۔

ہمارے ناروے کے ایک مبلّغ ہیں وہ مجھے ملنے آئے۔ ان سے بات نہ کی جائے۔ ان کے جسم پر رعشہ طاری تھا اور وہ کانپ رہے تھے۔ زبان ان کی چل نہ رہی تھی میں نے انہیں اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگا کے یہ کوشش کی کہ وہ اپنے نفس پر قابو پالیں۔ وہ اپنی بیوی اور بچی کا نام رکھوانا چاہتے تھے۔ بیوی کا نام میں نے محمودہ رکھا اور بچی کا نام میں نے ''نصرت جہاں'' رکھا۔ جس سے وہ بہت خوش ہوئے اور میں نے سمجھا کہ اب یہ اپنے قابو میں آ گئے ہیں۔ لیکن اس کے بعد پھر ہونٹ ہلنا شروع ہوئے اور صرف اتنا کہا کہ جو دل میں ہے وہ زبان پر نہیں آ سکتا اور بڑی مشکل سے اپنا رونا روکا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے میں نے انہیں گلے لگا لیا۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔ یہ ان کی حالت تھی!!!

تو ان کے بعض ایسے روحانی اور اخلاقی اور قوت کے ساتھ تعلق رکھنے والے حسن تھے جو دنیا کو نظر نہیں آئے تھے۔ میرے اس سفر سے ان کی وہ چیزیں ابھر آئیں۔ عجیب قوم پیدا ہوگئی ہے۔ آپ کے لئے قابل رشک ہے۔ یہاں بھی جو قابل رشک ہیں ہمارے لئے ہمارے بزرگ، ان کے پہلو بہ پہلو وہ کھڑے ہوئے ہیں ہر قسم کی قربانی کرتے ہیں، ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہیں۔

پھر انگلستان میں کئی ہزار ہمارا احمدی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے، بڑی بھاری اکثریت ایسی ہے۔ جو اُردو بولنے والی ہے۔ میرا یہ مضمون تو انگریزی میں تھا ریسپشن (Reception) پر۔ لیکن جلسہ سالانہ میں میں ان سے اُردو میں بات کرنا چاہتا تھا کیونکہ ان میں سے عام طبقہ مزدور پیشہ ہے۔ تو علمی زبان میں ان کے لئے سمجھنا مشکل ہے ان میں عورتیں بھی تھیں۔ بہر حال میرا یہ فیصلہ تھا میں اردو میں بات کروں گا اور ۸؍نومبر ۶۵ء کے واقعات سے شروع کروں گا۔ چنانچہ میں بھی جذباتی ہوا ہوا تھا وہ بھی جذباتی ہوئے ہوئے تھے۔ ان کو سارے حالات بتائے گئے۔ ایک نوجوان ایسا تھا جس نے ابھی تک بیعت نہ کی تھی اور پتہ نہیں کیوں؟ واللہ اعلم۔ جب جلسے کے اوپر وہاں اجتماعی بیعت ہوئی تو اس نے بیعت کر لی۔ اگلے دن وہ مجھے ملنے آیا کسی نے کہہ دیا کہ اس نے کل پہلی دفعہ بیعت کی ہے۔ اس نے رونا شروع کر دیا اس کا رونا بند ہی نہ ہوا۔ میں نے اسے گلے سے لگایا کئی منٹ تک اس کو تھپکی دیتا رہا۔ تب اس نے تھوڑا سا اپنے نفس پر قابو پایا۔

تو اندر کوئی چیز چھپی ہوئی تھی جس کو کسی شیطانی وہم نے دبایا ہوا تھا میرے جانے سے وہ شیطان بھاگ گیا اور اندرونی حسن جو تھا وہ ظاہر ہوگیا۔ اتنا پیار انہوں نے مجھے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھ سے بھی لیا ہے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ میری یہ ڈیوٹی ہے اور آپ لوگوں کا احسان ہے۔ میں اپنے فرض کو پورا کرتا ہوں ایک مجھ پر احسان کرتے چلے جاتے ہیں پہلے بھی میں نے کئی دفعہ بتایا ہے وہ تصویر میں مرتے دم تک نہیں بھول سکتا۔ ایک چھوٹا بچہ تھا جو میرے پہلو میں کھڑا تھا جب ہم آ رہے تھے۔ تو دعا ہوئی۔ بہت عاجزی اور تضرع سے ہوئی اس کے بعد میں چند منٹ تک سر نیچا کر کے کھڑا رہا اپنی طبیعت پر قابو پانا چاہتا تھا اس کے بعد سر اٹھایا، سلام کیا۔ بعض جو لوگ قریب تھے وہ مجھ سے تحفہ چاہتے تھے۔ انہیں تحفے بھی دیئے۔ جو میری جیب میں تھا نکال کے دیتا چلا گیا۔ کئی منٹ کے بعد اچانک میری نظر پڑی تو ایک بچہ معصوم بارہ تیرہ سال کا رو رہا تھا اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔

تو یہ محبت میں نہیں پیدا کر سکتا تھا، نہ آپ پیدا کر سکتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے تصرف سے پیدا ہوتی ہے یہ اس کا بڑا عظیم احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اپنے فضلوں سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ (جن کو معترضین نے بڑے دکھ پہنچائے تھے) اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کے نتیجہ میں اتحاد کا ایک ایسا مظاہرہ کرنے کی توفیق دی ہے جو دشمن کو حیرت میں ڈالنے والا اور اس کے حسد کو اور شدید کرنے والا ہے وہ پریشان ہو گئے کہ یہ کیا ہو گیا ہم تو سمجھتے تھے کہ کچھ نہ کچھ فتنہ ضرور پیدا ہو گا۔ لیکن صفر۔ سوائے نفاق کے فتنہ کے جو ہمارے ساتھ ہمیشہ لگا رہے گا۔ جس چیز نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اسلام کو نہیں چھوڑا وہ آج ہمیں کیسے چھوڑ دے گی۔ نبی کریم ﷺ سے بڑھ کے تو کوئی شخص قوت قدسی کا مالک اور حامل نہیں ہو سکتا۔ آپؐ کے ساتھ بھی منافق لگے ہوئے تھے۔ ہمارے ساتھ بھی لگے ہوئے ہیں لیکن اس استثناء کے علاوہ ساری جماعت متحد ہو گئی ہے ایک معجزہ ہے، جو ہماری تاریخ میں لکھا جائے گا اور دنیا قیامت تک اس پہ رشک کرے گی، یہی میں نے بتایا تھا۔ ان دنوں ہزار ہا کی تعداد میں خطوط آتے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ خطوط گویا ایک کلاس میں ڈیکٹیٹ (Dictate) کرائے گئے ہیں۔ تین جذبات ہر خط میں پائے جاتے تھے۔ انتہائی صدمہ نمبر ایک۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی وفات پر گویا ایک قیامت آ گئی۔ انتہائی فکر نمبر دو کہ معلوم نہیں جماعت کیا کرے گی کوئی غلطی نہ کر بیٹھے۔ انتہائی شکر کے جذبات اللہ تعالیٰ کے لئے نمبر تین کہ جماعت ایک ہاتھ پر پھر متحد ہو گئی۔ یہ تین جذبات ہر ایک خط میں پائے جاتے تھے۔ خواہ وہ فجی سے لکھا ہوا ہو جنوبی امریکہ سے آنے والا ہو۔ کسی کی زبان انگریزی، کسی کی انڈونیشین، کسی کی جرمن اور کسی کی سوئیس (Swiss) اور کسی کی سواحیلی بیسیوں زبانوں میں وہ خط تھے اور تین باتیں ہر خط میں پائی جاتی تھیں جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ وہ جو ساری دنیا کا استاد ہے۔ اس نے سب کو ڈیکٹیٹ (Dictate) کرایا تھا۔ اللہ!

تو یہ معجزہ بھی ہم نے دیکھا اور وہاں بھی نئے سرے سے ان نئے نئے لوگوں میں گئے اور ان جماعتوں سے میرے پاس خط آتے ہیں پیار کے، شکریہ کے، کہ آپ نے بڑا احسان کیا کہ یہاں آ گئے ہیں۔ جماعت کے اندر ایک بیداری اور ایک روح پیدا ہو گئی ہے۔ جو ذاتی رنجشوں کی بناء پر پیچھے ہٹے ہوئے تھے یعنی یوں مخلص تھے سارا سب کچھ تھا۔ پیچھے ہٹے ہوئے تھے۔ بعض کے دلوں میں یہ تھا (اور ایک دو آدمی ہی ایسے تھے جو سمجھتے تھے) کہ میں ان سے ناراض ہوں اور ان کو یہ پتہ نہیں تھا یہ علم نہیں تھا کہ

میرے دل کی تختی تو ۸ر نومبر کو اللہ تعالیٰ نے صاف کر دی تھی۔ اب ان کو پتہ چلا تو وہ ان کے لئے حیرت کا باعث بھی تھا اور خوشی کا باعث بھی۔ جو کبھی مسجد میں نہیں آتے تھے امام رفیق سے لڑے ہوئے تھے میرے ساتھ گلہ وشکوہ، رات کے دو دو بجے تک مسجد میں بیٹھے رہتے تھے۔ ایک شخص نے خوب لکھا ہے اپنے متعلق (میں اس کا نام بیان کرنا نہیں چاہتا) کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں بھی ایک انقلاب عظیم پیدا ہو گیا ہے۔ وہ چھ مہینہ سے خود گیا نہیں تھا۔ ان کے ساتھ بھی تھا ان کو پتہ بھی تھا رات کو ان کے ساتھ بیٹھتا بھی تھا بچوں کو ساتھ لے کے آتا تھا۔

تو تربیت کے میدان میں بھی اللہ تعالیٰ نے انتہائی احسان کیا ہے اب اس احسان عظیم (اگر مفرد کا لفظ ہی بولا جائے) یا کئی ایک جن میں سے بعض سلسلوں کا نام میں نے لیا ہے اور چند مثالیں دی ہیں بے شمار قسم کے بے شمار گنتی میں احسان اللہ تعالیٰ نے ہم پر کئے ہیں اور کیا کرتا ہے۔ ان دنوں میں تو بہت زیادہ کئے ہیں۔ ہم پر اس کے نتیجہ میں بہت سے فرائض عائد ہوتے ہیں۔

پہلا فرض تو یہ ہے۔ کہ ہم اپنے اللہ کے حقیقی معنی میں شکر گزار بندے بنیں۔

دوسرا فرض یہ ہے کہ ہم اپنے اللہ پر سچے دل سے توکل رکھنے والے ہوں اور سوائے خدا کے کسی اور کی طرف ہماری نگاہ نہ اٹھے۔ چند مثالیں میں نے دی ہیں سوائے اللہ کے وہاں کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد کی تو جس نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ میں بھی تمہارے لئے کافی ہوں کسی اور طرف جانے کی ضرورت نہیں۔ اب سارا کچھ دیکھنے کے بعد ہم کس طرف جائیں گے۔ ہماری بڑی بدقسمتی ہوگی اگر ہم اللہ کو چھوڑ کے یا اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کر کے اس پر یا ان پر توکل شروع کر دیں تو سوائے خدا کے کسی اور کے لئے حمد کے جذبات ہمارے دلوں میں نہیں ہیں اور نہ ہونے چاہئیں اور سوائے خدا کے کسی ہستی پر، کسی وجود پر توکل نہیں کر سکتے نہ کسی شے پر ہم توکل کرتے ہیں دنیا جانتی ہے (اور ہم سے بھی یہ حقیقت چھپی ہوئی نہیں) کہ ہم ایک کمزور جماعت ہیں ہم ایک غریب جماعت ہیں ہم ایک کم علم جماعت ہیں ہم ایک ایسی جماعت ہیں جس کے پاس کوئی سیاسی اقتدار نہیں نہ اس میں دلچسپی رکھتے ہیں ہم وہ جماعت ہیں جس کے پاس بادشاہتیں نہیں اور نہ یہ جماعت بادشاہتوں کو حاصل کر کے کوئی خوشی حاصل کر سکتی ہے کیونکہ وہ ہمیں مل گیا ہے اسی کے فضل سے اور جب وہ (اللہ) مل جائے تو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فارسی کے شعر میں فرمایا

ہے۔ کہ جو تجھ سے پیار کرے اور جسے تو پیار کرے اسے تو دو جہاں دیدیتا ہے لیکن جو تیرا ہو جائے۔ وہ ان دونوں جہانوں کو کیا کرے اس کے نزدیک یہ بے معنی چیز ہیں۔ تو اصل چیز یہ ہے کہ رضاء الٰہی فضل الٰہی کے نتیجہ میں ہمیں حاصل ہوئی ہے۔ ہمیں ہر چیز قربان کر کے اس رضاء الٰہی کو ہاتھ سے کھونہ دینا چاہئے۔ اس لئے جو قربانی بھی ہم سے مانگی جائے بشاشت سے ہمیں دینی چاہئے کیونکہ جو ہمیں ملا ہے یہ دنیا اس کی قیمت لگا ہی نہیں سکتی اندازہ بھی نہیں کرسکتی اور جو ہم سے مانگا جا رہا ہے وہ چند ٹکے ہیں پھر ہم پر تیسرا یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم اس اتحاد کو جماعت کے اندر قائم رکھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک معجزہ سے یہ اتحاد ہم میں پیدا کیا ہے اور قائم رکھا ہے۔ وہ ہم سے یہی چاہتا ہے کہ ہم منافق کے نفاق کو کامیاب نہ ہونے دیں منافق جو ہے وہ اِدھر کی اُدھر بات نکالتا ہے وہ جھوٹی باتیں کرتا ہے اور منافق کی علامت ہی یہ ہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے اور جس راہ سے بھی فتنہ پیدا کر سکے وہ کرتا ہے ایک ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جمع کیا ہے جہاں تک اس دل کا تعلق ہے۔ جس کے ساتھ اس ہاتھ کا تعلق ہے۔ دل سمجھتا ہے کہ مجھ میں کوئی طاقت، کوئی علم، کوئی بزرگی، کوئی خوبی، کوئی حسن نہیں لیکن اس کو یہ یقین دلایا گیا ہے کہ جس چیز کی بھی تمہیں ضرورت ہوگی وہ میں مہیا کروں گا۔ کسی کے لینے دینے کی ضرورت نہیں خواہ وہ بادشاہ وقت ہی کیوں نہ ہو اور کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں خواہ وہ ساری دنیا کے انسان ہی کیوں نہ ہوں اور کسی ہستی کے سامنے جھکنے کی ضرورت نہیں خواہ وہ عظیم ترین رفعتوں کی مالک ہی کیوں نہ ہو۔ جب تم میرے ہو گئے تو پھر تمہیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔

لیکن منافق آتا ہے اور اس اتحاد (مرکزی نقطہ) پر ضرب لگا کے اسے کمزور کرنا چاہتا ہے وہ ہمیشہ ناکام ہوتا ہے پھر بھی ہمیں ہمیشہ چوکس رہنے کی ضرورت ہے یہ ہماری ذمہ داری ہے ہم نے اس اتحاد کو جماعت میں قائم رکھنا ہے ہر قربانی دے کر اور منافق تو اللہ تعالیٰ نے بڑی حکمتوں کے ساتھ ہمارے ساتھ لگایا ہوا ہے۔ اس کو ہم نے کامیاب نہیں ہونے دینا۔ منافق کی مثال وہ پِن ہے جس کی ایک نوک ہے اس کی ایک نوک آپ کو چبھ سکتی ہے، وہ پن آپ کے اندر داخل نہیں ہوسکتی۔ اگر کوئی شخص اپنے اس بچے کے بستر پر جس نے رات کو امتحان کی تیاری کے لئے پڑھنا ہو ایک پِن اس طرح لگا دے کہ چبھن ہو مگر زخم بھی نہ پڑے کہ اگر یہ کرسی چھوڑ کے لیٹے تو پن اس کو چبھ جائے سونے نہ دے تو اس باپ کو ظالم نہیں کہیں گے بڑا پیار کرنے والا کہیں گے۔ کیونکہ اس نے ہلکی سی تکلیف سے جاگتے رہنے کے سامان بھی پیدا کر

دیئے اور جو تکلیف واقع میں پہنچ سکتی تھی اس سے محفوظ بھی کر لیا۔ کیونکہ ''پِن پرِک'' سے زیادہ اور کوئی سامان نہیں کیا گیا۔ یہ پِن کی وہ نوک ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے پہلو میں رکھی ہوئی ہے چبھتی تو ہے لیکن ہمارے جسم پر زخم نہیں پیدا کرتی نہ کر سکتی ہے جب تک ہم زندہ ہیں۔ جب مر جائیں اور ساری ٹہنیاں خشک ہو جائیں۔ تو ایک خشک دوسرے خشک میں فرق نہیں رہتا نہ اس درخت کو کوئی پرواہ ہوتی ہے سارے جو مر گئے۔

ابھی تو ہم نے بڑا عرصہ زندہ رہنا ہے اور ہم نے ساری دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے اور ساری دنیا کو محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے فتح کرنا ہے اور ہر دل میں توحید خالص کو قائم کرنا ہے۔ ابھی ہم نے بڑے کام کرنے ہیں۔ بڑی ذمہ داریاں ہیں، بڑی قربانیاں اللہ تعالیٰ ہم سے لے گا۔ تو اس وقت تک کہ ہم خدا کی نگاہ میں زندہ رہیں یہ پِن کی نوک جو ہے۔ ہمارے جسموں کے ساتھ لگی رہے گی اگر کوئی فرد (جماعت کو نقصان تو نہیں پہنچا سکتا) بیوقوفی سے پن کا زائد حصہ بھی باہر نکال لے اور پھر اپنے جسم کے اندر خود ہی چبھو لے۔ تو یہ اس کی بڑی حماقت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس قسم کی حماقت سے محفوظ رکھے۔

تو ہماری ذمہ داری یہ ہے کہ ہم چوکس اور بیدار رہیں اور اس اتحاد کو کمزور نہ ہونے دیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہم میں پیدا کیا ہے یہ اتحاد اللہ تعالیٰ کے فضل کا نتیجہ ہے ایک چھوٹی سی جماعت! کس شمار میں ہیں آپ اس دنیا میں!!! اندازہ کر لیں!! میرا یہی اندازہ ہے Just Three Million بس تیس لاکھ سے کچھ زاید ساری دنیا میں اور دنیا کی آبادی کے لحاظ سے تیس لاکھ حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں دنیا آپ کی کیا پرواہ کر سکتی ہے؟؟؟ ایک ایک ملک تیس لاکھ سے زیادہ آدمی اپنی مصلحتوں کی بناء پر اور بعض دنیوی مقاصد کے حصول کے لئے قربان کر دیتے ہیں، اگر دنیا مل کے آپ کو قربان کر دینا چاہے تو آپ کے وجود کی قربانی کا احساس بھی ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ہی انسان دنیا میں چلتے پھرتے نظر آئیں گے لیکن خدا نے کہا کہ میں تمہارا خیال رکھتا ہوں اور میں نے تمہیں اپنے لئے چنا ہے تم میرے بنے رہو پھر دیکھو کہ دنیا کس طرح میری قدرتوں کے نظارے کس رنگ میں اور کس طور پر اور کس طریق سے دیکھتی ہے۔

اتنا بڑا فضل اس جماعت پر ہو اور پھر وہ سستیاں دکھائے؟؟؟

میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ سستیاں دکھاتے ہیں لیکن میں یہ ضرور کہوں گا اور اصل میرے مخاطب وہی ہیں کہ جو نسبتاً کمزور ہیں۔ اب نسبتاً کمزور کا برداشت کرنا بھی کم از کم میرے لئے مشکل ہے، جو کچھ مجھے نظر آ رہا ہے، دنیا جس جہت کی طرف حرکت کر رہی ہے، جن مصیبتوں میں انسان گرفتار ہونے والا ہے، جس دوا کی اسے ضرورت پڑنے والی ہے، اس دوا کو مہیا کرنے والے سوائے آپ کے اور کوئی نہیں۔ ساری دنیا کا آپ کو خدا تعالیٰ نے استاد اور امیر بنایا ہے جو فیصلہ ہو چکا ہے اور آپ استاد اور امیر بننے کے لئے تیاری نہ کریں اس بات سے تکلیف ہوتی ہے ہمارا تو ہر بچہ، ہماری تو ہر عورت، ہماری ہر لڑکی، ہمارا ہر مرد، ہمارا ہر نوجوان، ہمارا ہر بوڑھا تیار رہنا چاہئے پتہ نہیں کون زندہ ہوگا جب آواز آئے گی کہ ہر شخص جماعت احمدیہ کا میدان میں آئے اور دنیا کو استادوں کی ضرورت ہے وہ دنیا کے استاد بنیں اس کے لئے آپ کو تیاری کرنی پڑے گی ورنہ قرآن کریم کی زبان میں آپ منافق کہلائیں گے۔ قرآن کریم کہتا ہے۔ ”لَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً“ (التوبہ:۴۶) کہ اگر انہوں نے میدان عمل میں عملی طور پر جہاد کرنا ہوتا تو وہ اس کے لئے ضرور تیاری کرتے۔

آپ نے جہاد کرنا ہے علمی میدان میں!

آپ نے جہاد کرنا ہے مذہب کے میدان میں!

آپ نے جہاد کرنا ہے۔ آسمانی تائیدات کے میدان میں!

آپ کو علم سیکھنا پڑے گا۔ آپ کو دعاؤں کی مضبوط بنیاد پر اپنی زندگیوں کو کھڑا کرنا پڑے گا تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی نیستی کو دیکھ کر، آپ کے دلوں میں اپنی محبت کو دیکھ کر، آپ کے لئے اپنی معجزانہ قدرت کو ظاہر کرے کہ اس کے بغیر نہ آپ دنیا کے رہبر بن سکتے ہیں نہ اس کے معلم بن سکتے ہیں۔

تو اور بھی ذمہ واریاں ہیں لیکن دیر کافی ہوگئی ہے میں بس کرتا ہوں اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو یہ توفیق عطا کرے کہ وہ ان ذمہ واریوں کو سمجھ لے جو اس پر پڑنے والی ہیں خواہ وہ براہ راست اپنے ربّ سے علم حاصل کریں اور میرے معاون بنیں یا جب میں ان کو کسی منصوبہ کی طرف کسی امر کی طرف دعوت دوں خدا تعالیٰ کے منشاء کے مطابق تو وہ سو فی صدی میرے ساتھ تعاون کرنے والے ہوں تا کہ ہمارا وہ مقصد ہماری زندگیوں میں حاصل ہو جائے، کہ ہم اپنی ان آنکھوں سے اسلام کو تمام عالم میں غالب دیکھ لیں۔ ہمارے دل یہ محسوس کر لیں کہ جس طرح ہمارے دل کی دھڑکن محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔اسی طرح ہر دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں کو قبول فرمائے اور اللہ تعالیٰ جب تک مجھے زندگی دے،تو توفیق بھی عطا کرے کہ جس قسم کی رہبری کی اور قیادت کی آپ کو ضرورت ہے میں آپ کے لئے اس کے فضل سے اس کے سکھانے پر اس کی منشاء کے مطابق وہ قیادت میں آپ کو دیتا چلا جاؤں۔(آمین)

☆......☆......☆